بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ    نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ    وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
*Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat*
**دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت**
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز، دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7؍جون 2019ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج سے دوبارہ بدری صحابہ کا ذکر شروع کروں گا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے پہلا نام ہے حضرت عبداللہ بن طارق۔ حضرت معطب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت معطب بن عبید غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہوئے اور واقعہ رجیع کے دن دونوں بھائیوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن طارق اُن چھ صحابہ اور بعض روایات کے مطابق دس صحابہ میں شامل تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 3 ھجری کے آخر میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند آدمیوں کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ انہیں دین کے بارے میں کچھ سمجھ بوجھ دیں اور انہیں قرآن کریم اور اسلامی شریعت کی تعلیم دیں۔ جب یہ لوگ مقام رجیع تک پہنچے جو حجاز میں ایک چشمہ ہے جو قبیلہ ھزیل کی ملکیت تھا تو اس پر قبیلہ ھزیل کے لوگوں نے سرکشی اختیار کرتے ہوئے ان صحابہ کا محاصرہ کیا اور بغاوت کرتے ہوئے ان سے قتال کیا۔ ان میں سے سات صحابہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت عاصم بن ثابت، حضرت مرثد بن ابو مرثد، حضرت خبیب بن عدی، حضرت خالد بن بکیر، حضرت زید بن دثنہ، حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت معطب بن عبید۔ ان میں حضرت مرثد حضرت خالد اور حضرت عاصم اور حضرت معطب بن عبید تو وہیں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت خبیب اور حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت زید نے ہتھیار ڈال دیئے تو کافروں نے انہیں قید کر لیا اور ان کو مکہ کی طرف لے کر چلنے لگے۔ جب وہ مقام زہران پر پہنچے جو مکہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے، تو حضرت عبداللہ بن طارق نے رسی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اپنی تلوار ہاتھ میں لے لی۔ یہ کیفیت دیکھ کر مشرکین ان سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو پتھروں سے مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے اور آپ کی قبر زہران میں ہے۔ واقعہ رجیع ہجرت کے بعد 36 ویں مہینے میں صفر کے مہینے میں ہوا۔

واقعہ رجیع کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ہجری میں اپنے دس صحابیوں کی پارٹی تیار کی اور ان پر عاصم بن ثابت کو امیر مقرر فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ خفیہ خفیہ مکہ کے قریب جا کر قریش کے حالات دریافت کریں۔ ابھی یہ پارٹی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں، ہمارے ساتھ آپ چند آدمی روانہ کریں جو ہمیں اسلام کے بارے میں بتائیں تا کہ ہم مسلمان ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی خبر رساں پارٹی جو مکہ کی طرف بھیجنے کے لئے تیار کی گئی تھی، ان کے ساتھ روانہ کر دی لیکن جیسا کہ ثابت ہوا کہ یہ لوگ جھوٹے تھے اور بنولحیان کے کہنے پر مدینہ آئے تھے جنہوں نے اپنے رئیس سفیان بن خالد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے یہ چال چلی تھی کہ اس بہانہ سے کچھ مسلمان مدینہ سے نکلیں تو ان پر حملہ کر دیا جائے اور بنولحیان نے اس خدمت کے لئے معاوضے میں عضل اور قارہ کے لوگوں کے لئے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر

مقرر کئے تھے جب عضل اور قارہ کے یہ غدار لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آ رہے ہیں تم بدلہ لینے کے لئے آ جاؤ جس پر قبیلہ بنولحیان کے دوسو نوجوان جن میں سے ایک سو تیر انداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکلے یعنی ان کے بلانے پر آ گئے اور مقام رجیع میں ان کا آمنے سامنے مقابلہ ہو گیا۔ انہوں نے یہ حکمت عملی کی کہ ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ گئے تا کہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ کفار نے جن کے نزدیک دھوکہ دینا کوئی ایسی معیوب بات نہیں تھی ان کو آواز دی کہ تم پہاڑی پر سے نیچے اتر آؤ ہم تم سے بڑا پختہ عہد کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے عہد و پیمان پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور پھر حضرت عاصم نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ اے خدا تو ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے اپنے رسول کو ہماری اس حالت سے اطلاع پہنچا دے۔ بہر حال عاصم اور اس کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا اور بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ سات صحابہ مارے گئے اور صرف خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق باقی رہ گئے۔ کفار کی اصل خواہش یہ تھی کہ ان لوگوں کو زندہ پکڑ لیں۔ انہوں نے آواز دی کہ اب بھی نیچے اتر آؤ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔ اس دفعہ ان لوگوں نے ان کے وعدے پر یقین کر لیا اور نیچے اتر آئے مگر نیچے اترتے ہی کفار نے اپنی تیر کمانوں کی تندیوں سے انہیں باندھ دیا۔ اس پر انہوں نے پکار کے کہا یہ تمہاری بدعہدی ہے اور نامعلوم اب آگے چل کے اور کیا کرو گے۔ عبداللہ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا جس پر کفار تھوڑی دیر تک تو عبداللہ کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور پھر انہیں قتل کر کے وہیں پھینک دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن طارق نے اپنے ہاتھ چھڑا لئے اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اس پر انہوں نے پتھر مار مار کے اُنہیں شہید کر دیا۔ خبیب اور زید کو ساتھ لے کر یہ لوگ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضور انور نے فرمایا: بہر حال حضرت عبداللہ بن طارق رجیع کے واقعہ میں اس طرح شہید ہوئے تھے کہ انہوں نے کافروں کے ساتھ آگے جانے سے انکار کر دیا تھا اور وہیں لڑ کر شہید ہو گئے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عاقل بن بکیر۔ حضرت عاقل کا تعلق قبیلہ بنوسعد بن لیث سے تھا۔ حضرت عاقل کا پہلا نام غافل تھا لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھ دیا۔ آپ کے والد بکیر زمانہ جاہلیت میں حضرت عمر کے جد امجد نفیل بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے اسی طرح بکیر اور ان کے سارے بیٹے بنونفیل کے حلیف تھے۔ حضرت عاقل حضرت عامر حضرت ایاز اور حضرت خالد یہ چاروں بھائی بکیر کے بیٹے تھے انہوں نے اکٹھے دارِ ارقم میں اسلام قبول کیا اور یہ سب دارِ ارقم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے حضرت عاقل حضرت خالد حضرت عامر اور حضرت ایاس ہجرت کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مرد و زن کو اکٹھا کر کے ہجرت کی۔ یوں مکہ میں ان کے گھروں میں کوئی باقی نہیں رہا یہاں تک کہ ان کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان سب لوگوں نے مدینہ میں حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاقل اور حضرت مبشر بن عبدالمنذر کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ آپ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عاقل غزوہ بدر کے روز 34 سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔ آپ کو مالک بن ظہیر جوشمی نے شہید کیا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ایاس اور ان کے بھائیوں حضرت عاقل حضرت خالد اور حضرت عامر کے علاوہ کوئی بھی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو غزوہ بدر میں اکٹھے شریک ہوئے ہوں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابو بکیر کے لڑکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ انہیں حضرت بلالؓ پر تسلی نہیں تھی اس لئے واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس بات پر وہ پھر واپس

چلے گئے گئے۔ پھر وہ لوگ تیسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ ایسے شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اہل جنت میں سے ہے؟ اس پر ان لوگوں نے حضرت بلال سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔

اگلے صحابی کا نام ہے حضرت زید بن حارثہ۔ آپ کے والد کا نام حارثہ بن شرحیل کے علاوہ حارثہ بن شرحبیل بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آپ قبیلہ بنو قضاعة سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت زید چھوٹی عمر کے تھے کہ ان کی والدہ انہیں لے کر میکے گئیں وہاں سے بنو قین کے سوار گزر رہے تھے۔ سفر کے دوران پڑاؤ ڈالا تو خیمے کے سامنے سے انہوں نے حضرت زید کو اٹھا لیا اور غلام بنا کر اوکاز کے بازار میں حکیم بن حزام کو چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں حضرت زید کو پیش کیا اور بعد میں حضرت خدیجہ نے اپنے تمام غلاموں کے ساتھ حضرت زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ حضرت زید کی گمشدگی پر آپ کے والد حارثہ کو بہت صدمہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد بنو کلب کے چند آدمی حج کرنے کے لئے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو پہچان لیا۔ حضرت زید نے انہیں کہا کہ میرے خاندان کو میرے بارے میں بتانا کہ میں خانہ کعبہ کے قریب بنو معاد کے ایک معزز خاندان میں رہتا ہوں اس لئے آپ لوگ کچھ غم نہ کریں۔ بنو کلب کے لوگوں نے جا کر ان کے والد کو اطلاع دی تو وہ بولے کہ رب کعبہ کی قسم! کیا وہ میرا بیٹا ہی تھا لوگوں نے حلیہ اور تفصیل بتائی تو آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب مکہ کی طرف چل پڑے۔ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ کے بدلہ اپنے لڑکے حضرت زید کی آزادی کی درخواست کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلا کر اس کی رائے طلب کی تو حضرت زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ میں تمام غلاموں کو آزاد کرتا ہوں تو اس پر اور تو سب غلام چلے گئے صرف زید بن حارثہ جو بعد میں آپ کے بیٹے مشہور ہو گئے تھے وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا مگر میں آزاد نہیں ہونا چاہتا میں آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ آپ نے اصرار کیا کہ وطن جاؤ اور اپنے رشتہ داروں سے ملو۔ اب تم آزاد ہو مگر حضرت زید نے عرض کیا کہ جو محبت اور اخلاص میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے اس کی وجہ سے آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ زید ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن چھوٹی عمر میں ان کو ڈاکو اٹھا لائے تھے اور انہوں نے آپ کو آگے بیچ دیا تھا اس طرح یہ پھرتے پھراتے حضرت خدیجہ کے پاس آ گئے۔ آپ کے باپ اور چچا آپ کی تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے کرتے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کے پاس آپ کی شرافت اور سخاوت سن کر آئے ہیں آپ کے پاس ہمارا بیٹا غلام ہے۔ اس کی قیمت جو آپ مانگیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپ اسے آزاد کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا بیٹا میرا غلام نہیں ہے میں اسے آزاد کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے زید کو بلایا اور فرمایا تمہارے والد اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں۔ میں تمہیں آزاد کر چکا ہوں تم میرے غلام نہیں ہو تم ان کے ساتھ جا سکتے ہو۔ حضرت زید نے جواب دیا آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا ہے مگر میں تو آزاد ہونا نہیں چاہتا میں تو اپنے آپ کو آپ کا غلام ہی سمجھتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تمہاری والدہ کو بہت تکلیف ہے اور دیکھو تمہارے ابا اور چچا کتنی دور سے اور کتنی تکلیف اٹھا کر تمہیں لینے آئے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ زید کے والد اور چچا نے بھی بہت سمجھایا مگر حضرت زید نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آپ بیشک میرے باپ اور چچا ہیں اور آپ کو مجھ سے محبت ہے مگر جو رشتہ میرا ان سے قائم ہو چکا ہے وہ اب ٹوٹ نہیں سکتا۔ ان سے جدا ہو کر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ جب زید نے یہ باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ خدا میں تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ زید نے جس محبت کا ثبوت دیا ہے اس کی وجہ سے آج سے وہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر زید کا باپ اور چچا دونوں خوش ہوئے اور خوش خوش واپس چلے گئے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ نہایت

آرام اور سکھ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اخلاق کا یہ ثبوت ہے کہ جب زید نے وفاداری کا مظاہرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی احسان مندی کا ثبوت دیا۔

اس واقعہ کے متعلق سیرت خاتم النبیین میں مزید یہ ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ اس دن سے حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے لیکن ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اترا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے تو زید کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے دن تھا بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا اور زید کی وفات کے بعد زید کے لڑکے اسامہ بن زید سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ام ایمن کے بطن سے تھے آپ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔ زید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف انہی کا نام قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ حضرت جبلہ جو حضرت زید بڑے بھائی تھے، ان سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپ دونوں میں سے کون بڑا ہے۔ تو انہوں نے کہا زید مجھ سے بڑے ہیں میں بس ان سے پہلے پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت زید اسلام لانے میں سبقت لے جانے کی وجہ سے آپ سے افضل ہیں۔ حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا۔ **انت اخونا ومولنا**۔ تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چار آدمی جن کو آپ سے بہت زیادہ تعلق کا موقع ملا تھا وہ تھے حضرت خدیجہ آپؐ کی بیوی، علی آپؐ کے چچازاد بھائی، زید آپؐ کے آزاد کردہ غلام اور ابوبکر آپؐ کے دوست اور ان سب کے ایمان کی دلیل اس وقت یہی تھی کہ آپ جھوٹ نہیں بول سکتے۔

سفر طائف میں بھی حضرت زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ وہاں قبیلہ ثقیف کے لوگ آباد تھے۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ مظالم شروع کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ کے ہمراہ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ 10 نبوی کا ہے اور ماہ شوال کے کچھ دن ابھی باقی تھے آپ دس دن تک طائف میں رہے اس دوران آپ طائف کے تمام رؤوسا کے پاس گئے مگر کسی نے بھی آپ کی دعوت قبول نہیں کی۔ جب ان کو اندیشہ ہوا کہ ان کے نوجوان آپ کی دعوت قبول کر لیں گے تو انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور وہاں جا کر رہو جہاں آپ کی دعوت قبول کی گئی ہے پھر انہوں نے آوارہ لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا تو وہ آپ کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا۔ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جانے والے پتھروں کو اپنے اوپر لینے کی کوشش کرتے تھے حتی کہ حضرت زید کے سر پر بھی متعدد زخم آئے۔

حضور انور نے فرمایا اس کی تفصیل ابھی باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان ہوگی۔

......☆......☆......☆......

**Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 7th - june - 2019**

**BOOK POST (PRINTED MATTER)**

To ......................................................................

......................................................................

......................................................................

......................................................................

**From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar**
**Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB**